فصل الخطاب
سیف اللہ المسلول معین الحق
مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
تسہیل، ترتیب، تخریج
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

شکریہ

ہم عزت مآب محترم علامہ اسید الحق عاصم قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نہایت ممنون ہیں کہ انھوں نے یہ کتاب انٹرنیٹ پر پبلش کرنے کے لئے ہمیں عنایت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے اس تعاون پر ان کو اجر کثیر عطا فرمائے اور قبلہ علامہ صاحب کے فیوضات و برکات و درجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

نفس اسلام ویب ٹیم

www.nafseislam.com

فصل الخطاب

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ **فضل رسول قادری** بدایونی

تسہیل، ترتیب، تخریج

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

Faslul Khitab

By : Maulana Shah Fazle Rasool Budauni

عنوان کتاب : فصل الخطاب

مصنف : سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

تسہیل، ترتیب، تخریج : مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

طبع اول : ۱۲۶۸ھ مطبع مفید الخلائق دہلی

طبع جدید : ستمبر ۲۰۰۹ء/ رمضان ۱۴۳۰ھ

قیمت :

رابطے کے لیے

Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla,
Budaun-243601 (U.P.) India
Phone : 0091-9358563720

Distributor	Publisher
Maktaba Jam-e-Noor	**Tajul Fahool Academy**
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6	Budaun

انتساب

مصنف کتاب کے بڑے صاحبزادے

حضرت مولانا محی الدین قادری

ولادت ۱۲۴۳ھ- وفات ۱۲۷۰

(مدفون سہارنپور)

کے نام

اسید الحق قادری

جشن زریں

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے — یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

مارچ ۲۰۱۰ء میں تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو پچاس سال مکمل ہونے جا رہے ہیں، ان پچاس برسوں میں اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد و ہدایت، اصلاح و ارشاد، وابستگان کی دینی اور روحانی تربیت اور سلسلۂ قادریہ کے فروغ کے لئے آپ کی جد و جہد اور خدمات محتاج بیان نہیں، آپ کے عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہیں۔

بعض وابستگان سلسلہ قادریہ نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر نہایت تزک و احتشام سے ''پچاس سالہ جشن'' منایا جائے، لیکن صاحبزادۂ گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد خانقاہ قادریہ بدایوں) نے فرمایا کہ ''اس جشن کو ہم 'جشن اشاعت' کے طور پر منائیں گے۔ اس موقع پر اکابر خانوادۂ قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کی پچاس کتابیں جدید آب و تاب اور موجودہ تحقیقی و اشاعتی معیار کے مطابق شائع کی جائیں گی، تاکہ یہ 'پچاس سالہ جشن' یادگار بن جائے اور آستانہ قادریہ کی اشاعتی خدمات کی تاریخ میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو''۔ لہٰذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت و سرپرستی اور صاحبزادۂ گرامی کی نگرانی میں تاریخ ساز اشاعتی منصوبہ ترتیب دیا گیا اور اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کر دیا گیا، اس اشاعتی منصوبے کے تحت گزشتہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ۲۷ر کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اب تاج الفحول اکیڈمی مزید ۸ر کتابیں منظر عام پر لا رہی ہے، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ حضرت صاحب سجادہ (آستانہ قادریہ بدایوں) کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، آپ کا سایہ ہم وابستگان کے سر پر تا دیر قائم رکھے۔ تاج الفحول اکیڈمی کے اس اشاعتی منصوبے کو بحسن و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچائے اور ہمیں خدمت دین کا مزید حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم قادری
جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

ابتدائیہ

سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی نے مولانا اسماعیل دہلوی کے افکار ونظریات کے تنقیدی محاسبہ کا جو سلسلہ شروع کیا تھا زیر نظر رسالہ اسی کی ایک کڑی ہے۔ رسالہ کا پورا نام ''فصل الخطاب بین السنی وبین احزاب عدو الوہاب'' ہے۔ اس نام سے رسالہ کا سنہ تالیف ۱۲۶۸ھ برآمد ہوتا ہے۔

رسالہ مختصر ہونے کے باوجود اس لحاظ سے اپنی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کو اس وقت کے سرکردہ علما کی تائید وتصدیق حاصل ہے، ان علما میں اکثر وہ حضرات ہیں جو خانوادۂ ولی اللہی کے تربیت یافتہ اور سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے تلامذہ ہیں، اس سے اس پروپیگنڈہ کی بھی نفی ہوتی ہے کہ مولانا اسماعیل دہلوی کی ''اصلاحی تحریک'' دراصل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی تجدیدی اور اصلاحی تحریک کا ہی ایک تتمہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ خانوادۂ ولی اللہی کے افراد (دو ایک کے استثنا کے ساتھ) اور اس خاندان کے اکثر تلامذہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی انتہا پسندانہ روش، دل آزار لب ولہجہ اور خود ساختہ توحید وشرک کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب استاذ مطلق مولانا فضل حق خیر آبادی نے تقویۃ الایمان کی ایک دل آزار عبارت کے رد میں ''تحقیق الفتویٰ'' لکھی تو اس پر تائیدی دستخط کرنے والوں میں سے اکثر حضرات یا تو اسی خانوادے کے فرد تھے یا اس سے نسبت تلمذ رکھنے والے تھے، اسی طرح جب بہادر شاہ ظفر کے استفتا پر سیف اللہ المسلول نے بعض اختلافی مسائل پر تفصیلی فتویٰ تحریر کیا تو اس کے موئیدین ومصدقین میں بھی اکثر لوگ مدرسہ شاہ عبد العزیز کے فیض یافتہ تھے

بلکہ کتب خانہ قادریہ بدایوں سے کم از کم ۱۲ سے ۱۵ تک ایسے رسائل پیش کیے جا سکتے ہیں جو ۱۸۵۷ء سے قبل شاہ اسماعیل دہلوی کے رد میں لکھے اور چھاپے گئے اور ان سب رسائل کے مصنفین خاندانی یا علمی طور پر خانوادۂ ولی اللہ سے نسبت رکھتے ہیں۔

غالباً یہ پروپیگنڈہ ابتدا ہی سے کیا جا رہا تھا اسی لیے حضرت سیف اللہ المسلول نے اپنی تصانیف میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے کسی نظریہ وعقیدے کی تردید میں سب سے پہلے ان کے گھر سے دلیل لائی جائے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے اکابر واساتذہ کے عقائد ونظریات میں بعد المشرقین ہے۔ زیر نظر رسالہ میں بھی آپ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

رسالہ کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ آپ نے شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے ۱۰/اقوال کا انتخاب کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ یہ اقوال اہل سنت کے مخالف ہیں اور معتزلہ، خوارج یا شیعہ وغیرہ کے عقائد ونظریات کے موافق ہیں، پھر ان عقائد ونظریات کی تدید میں آپ نے علماے اہل سنت اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی کتب سے استدلال کیا ہے۔ پھر آپ نے اس پوری بحث کو استفتا کی شکل دے کر علما کی رائے طلب کی، اس وقت کے ۱۸/جلیل القدر علماء (جن میں اکثر خانوادۂ ولی اللہی کے فیض یافتہ ہیں) نے متفقہ طور پر اس بات کی تائید وتصدیق کی کہ ''قائل کی دسوں باتیں باطل ہیں، حق کے مخالف ہیں ان اقوال کا قائل اور جو شخص ان اقوال کو حق سمجھے سب اہل سنت سے خارج ہیں''۔

اس رسالہ کے جواب میں مولانا حیدر علی ٹونکی (م ۱۲۷۳ھ) نے ایک رسالہ (غالباً) ''کلمۃ الحق'' کے نام سے تصنیف کیا تھا، اس کے جواب میں سیف اللہ المسلول نے ''تلخیص الحق'' نامی کتاب تصنیف فرمائی، یہ کتاب بھی تاج الفحول اکیڈمی کے اشاعتی منصوبے میں شامل ہے اور انشاء اللہ عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔

زیر نظر رسالہ پہلی اور آخری بار مطبع مفید الخلائق دہلی سے ۱۲۶۸ھ میں شائع ہوا تھا، اب ۱۶۲ سال بعد تسہیل وتخریج کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ تسہیل کے وقت یہ کوشش کی گئی

ہے کہ مصنف کا اسلوب اور لب ولہجہ ممکنہ حد تک برقرار رہے، اس لیے عموماً الفاظ کی تقدیم و تاخیر کے علاوہ اور کوئی تصرف نہیں کیا گیا ہے۔ متن میں وارد عربی فارسی عبارات کے ترجمے کر دیے گئے ہیں اور حتی الامکان عبارتوں کی تخریج بھی کر دی گئی ہے۔

رب قدیر و مقتدر میری اس حقیر سی کاوش کو قبول فرمائے، اس کو مقبول و نافع بنائے اور میری کوتاہیوں کو درگزر فرمائے۔

آمین۔

اسید الحق قادری
مدرسہ قادریہ بدایوں

۴ر رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ
۲۶ر اگست ۲۰۰۹ء

☆☆☆

تعارف مصنف

از: علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ

لاہور پاکستان

آپ معقول ومنقول کے جامع اور شریعت وطریقت کے شیخ کامل تھے۔ عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ خلق خدا کے جسمانی و روحانی امراض کے علاج میں صرف کیا۔ ان گنت افراد آپ سے فیضیاب ہوئے، اس کے علاوہ تحریر وتقریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لیے قابل قدر کوششیں کیں۔

اس دور میں کچھ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ''کتاب التوحید'' سے بری طرح متاثر ہو گئے اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدست اسرارہم کے مسلک سے منحرف ہوکر فتنۂ نجدیت کو پھیلانے میں بڑے زور وشور سے مصروف ہو گئے۔ اس فتنے کے سدباب کے لیے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی جگہ قابل قدر کوششیں کیں، جن میں استاذ مطلق مولانا محمد فضل حق خیرآبادی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادے مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ دہلوی، مولانا منورالدین دہلوی (مولانا ابوالکلام آزاد کے والد کے نانا) اور معین الحق شاہ فضل رسول القادری وغیرہم نے نمایاں طور پر احقاق حق کا فریضہ ادا کیا۔ بے شمار سادہ لوح

مکتبہ رضویہ لاہور نے ۱۹۷۲ء میں سیف الجبار شائع کی تھی، علامہ شرف صاحب نے یہ تعارف بطور مقدمہ اس کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ تعارف بہت جامع ہے، اس لیے نیا تعارفی مضمون لکھنے کے بجائے میں نے اسی کو شامل کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ (اسیدالحق)

مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا اور لاتعداد افراد کو راہ راست دکھائی۔ مولوی محمد رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں:

''بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ و شیعہ بکثرت آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپ کی ہدایت و برکت سے شرف اسلام حاصل ہوا تمام مشائخ کرام و علمائے عظام بلاد اسلام کے آپ کو آپ کے عصر میں شریعت و طریقت کا امام مانتے ہیں''۔(۱)

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ العزیز (م: ۱۲۶۳ھ) کے ہاں متواتر صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، لہٰذا آپ کی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھیں کہ ''مرشد برحق شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں نرینہ اولاد کی دعاء کے لیے گزارش کریں''، لیکن شاہ عین الحق پاس ادب کی بنا پر ذکر نہ کرتے۔ جب حضرت شاہ فضل رسول کی ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔(۲)

چنانچہ ماہ صفر المظفر ۱۲۱۳ھ/ ۹۹-۱۷۹۸ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔(۳) حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام فضل رسول رکھا گیا اور تاریخی نام ظہور محمدی منتخب ہوا۔(۴)

صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم جد امجد مولانا عبدالحمید سے اور کچھ والد ماجد مولانا شاہ عبدالمجید

۱۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، حصہ اول، مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۴۵ئ/ص:۲۵۵

۲۔ ایضاً:ص:۲۵۰

۳۔ رحمن علی، تذکرہ علماء ہند: (اردو) مطبوعہ کراچی، ص:۲۸۰

۴۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص:۲۵۰ (نوٹ) تذکرہ علماء ہند مطبوعہ کراچی میں تاریخی نام ظہور محمد غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے مطابق سن ولادت ۱۲۰۳ھ ہونا چاہیے، تاریخی نام ظہور محمدی ۱۲۱۳ھ ہے۔

سے حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاپیادہ لکھنؤ کا سفر کیا اور فرنگی محل لکھنؤ میں ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ کے جلیل القدر شاگرد مولانا نور الحق قدس سرہ (م:۱۲۳۸ھ/ ۱۸۲۲ئ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے خاندانی عزت وعظمت اور ذہانت کے پیش نظر اپنی اولاد سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی، حتی کہ آپ چار سال میں تمام علوم و فنون سے فارغ ہوگئے۔(۵)

جمادی الاخریٰ ۱۲۲۸ھ کو حضرت مخدوم شاہ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے سامنے عرس کے موقع پر مولانا عبدالواسع لکھنوی، مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی اور دیگر اجلۂ علما کی موجودگی میں رسم دستار بندی ادا کی اور وطن جانے کی اجازت دی۔(۶) وطن آکر مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔ حضور اچھے میاں آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا:''اب فن طب کی تکمیل کرلینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دنیاوی فیض جاری کرنا منظور ہے''۔ چنانچہ آپ نے دھولپور میں حکیم ببر علی موہانی سے طب کی تکمیل کی۔

ابھی آپ دھول پور ہی تھے کہ حضور اچھے میاں قدس سرہ کے انتقال پرملال کا سانحہ پیش آگیا۔ وصال سے قبل تنہائی میں شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ کو طلب فرما کر طرح طرح کی بشارتوں سے نوازا اور شاہ فضل رسول قادری کے دست شفا کی مبارک باد دی(۷)۔

والد ماجد کے بلانے پر دھول پور سے واپس وطن پہنچے اور مدرسہ قادریہ کی بنیاد رکھی، جہاں سے اہل شہر کے علاوہ دیگر بلاد کے لوگوں نے بھی فیض حاصل کیا، پھر صلۂ رحمی کے خیال سے ملازمت کا ارادہ کیا۔ ریاست بنارس وغیرہ میں قیام کیا، لیکن درس وتدریس کا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہوا۔

اس عرصے میں کئی بار والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی، ہر دفعہ معاملہ دوسرے وقت پر ٹال دیا جاتا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ جب تک دنیاوی تعلق ختم نہیں

۵۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص:۲۵۱

۶۔ ماہنامہ پاسبان، الہ آباد امام احمد رضا نمبر (مارچ واپریل ۱۹۶۲ئ ص:۴۸)

۷۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص:۲۵۱

کیا جاتا، حصول مقصد میں تاخیر رہے گی، چنانچہ تعلقات دنیاویہ ختم کر کے حاضر ہوئے اور حصول مدعا کی درخواست کی والد ماجد نے قبول فرما کر ''فصوص الحکم شریف'' اور ''مثنوی مولانا روم'' کا بالاستیعاب درس دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اکثر اوقات ہولناک جنگلوں میں گزارتے کئی سال تک یہ حالت رہی پھر جا کر سلوک کی طرف رجوع ہوا (۸)۔

آپ کو والد گرامی کی طرف سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے علاوہ سلسلۂ چشتیہ، نقشبندیہ، ابوالعلائیہ اور سلسلۂ سہروردیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی تھی۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر معتکف تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کی زیارت کا شوق ایسا غالب ہوا کہ سفر کے خرچ کی فکر کیے بغیر پیادہ پا بمبئی روانہ ہوگئے۔ دو ماہ کا سفر تائیدایزدی سے اس قدر جلد طے ہوا کہ آپ ساتویں دن بمبئی پہنچ گئے حالانکہ زخموں کی وجہ سے کچھ وقت راستے میں قیام بھی کرنا پڑا۔

بمبئی سے سفر مبارک کی اجازت حاصل کرنے کے لیے والد ماجد کی خدمت میں عریضہ لکھا انھوں نے بہ کمال خوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ حرمین شریفین پہنچنے کے بعد عبادت وریاضت کے شوق کو اور جلا ملی۔ شب وروز یاد الٰہی میں بسر کیے اور خلق خدا کی خدمت کے لیے پوری طرح کمر بستہ رہے۔

مولوی رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں:

> ''جو کچھ ریاضتیں آپ نے ان اماکن متبرکہ میں ادا فرمائیں بجز قدما اولیاء کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئیں۔ حرمین شریفین کی راہ میں پیادہ پا سفر فرمایا اور یتیموں مسکینوں کے آرام پہنچانے میں اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی'' (۹)۔

اسی مبارک سفر میں حضرت شیخ مکہ عبداللہ سراج اور حضرت شیخ مدینہ عابد مدنی سے علم تفسیر و

۸۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص: ۲۵۲

۹۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص: ۲۵۳

حدیث میں استفادہ کیا، اسی سال کامل جذب وارادت سے بغداد شریف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے۔ درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین نقیب الاشراف حضرت سید علی گیلانی نے آپ کو ازخود اجازت وخلافت مرحمت فرمائی (۱۰) اوران کے بڑے صاحبزادے حضرت سید سلمان نے آپ کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور اجازت حاصل کی (۱۱)۔

جب آپ واپس وطن پہنچے تو والد ماجد ۸۰ سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت کا قصد فرما کر بمقام بڑودہ پہنچ چکے تھے، حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس عمر میں آپ نے اس قدر طویل سفر کا ارادہ فرمایا ہے۔لہٰذا میں مفارقت گوارا نہیں کرسکتا۔وہیں سے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اجازت طلب کی اور والد ماجد کے ساتھ پھر سوئے حرمین شریفین روانہ ہو گئے اس سفر میں عبادات و ریاضات کے علاوہ والد مکرم کی خدمت کا حق ادا کر دیا اور ان کی دعاؤں سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے۔(۱۲)

مولانا کی ذات والا صفات مرجع انام تھی ان کے پاس کوئی علاج معالجے کے لیے آتا اور کوئی مسائل شریعت دریافت کرنے حاضر ہوتا، کوئی ظاہری علوم کی گھتیاں سلجھانے کے لیے شرف باریابی حاصل کرتا تو کوئی باطنی علوم کے عقدے حل کرانے کی غرض سے دامن عقیدت وا کرتا۔غرض وہ علم و فضل کے نیر اعظم اور شریعت و طریقت کے سنگم تھے، جہاں سے علم و عرفان کے چشمے پھوٹتے تھے، وہ ایک شمع انجمن تھے جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسب ضیا کرتا تھا۔

ذیل میں وہ استفتاء نقل کیا جاتا ہے جو ہند کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے دربار سے بعض اختلافی مسائل کی تحقیق کے لیے مولانا شاہ فضل رسول قادری کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا،

۱۰۔ رحمن علی، تذکرہ علمائے ہند: مطبوعہ کراچی، ص: ۳۸۰

۱۱۔ محمد رضی الدین بدایونی، تذکرۃ الواصلین، ص: ۲۵۳

۱۲۔ ایضاً

اصل استفتا، طویل اور فارسی میں ہے، لہٰذا اختصار کے ساتھ اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شخص کے متعلق جو یہ کہتا ہے کہ دن متعین کر کے محفل میلاد شریف منعقد کرنا گناہ کبیرہ ہے اور محفل مولود شریف میں قیام کرنا شرک ہے اور فاتحہ کرنا طعام و شیرینی پر حرام ہے اور اولیاء اللہ سے مراد چاہنا شرک ہے اور حسب قدیم ختم میں پانچ آیتوں کا پڑھنا بدعت سیۂ ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کا معجزہ حق نہیں ہے اور کہتا ہے کہ تعزیہ کا بالقصد یا بلا قصد دیکھنا کفر ہے اور ہولی دیکھنا اور دسہرے میں سیر کرنا اگرچہ بلا ارادہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت پر طلاق ہو جائے گی اور کعبہ شریف و مدینہ منورہ کے خطہ میں کوئی بزرگی نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس زمین میں ظلم ہوا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے باشندگان ظالم ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا اور مکہ معظّمہ میں عبد اللہ بن زبیر کو قتل کیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ سے باہر کیا۔

پس ایسی صورت میں ان لوگوں کی اقتدا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا مسلمانوں کو ان سے بیعت ہونا درست ہے یا نہیں؟ اور شرع شریف کا ایسے لوگوں پر کیا حکم ہے؟ و نیز ان کے متبعین پر کیا حکم ہے؟ فقط۔

نقل مہر حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بادشاہ دیں پناہ وفقہ اللہ لما یحبہ و یرضاہ۔

محمد بہادر شاہ، بادشاہ غازی، ابوظفر سراج الدین

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری نے پندرہ صفحات میں تفصیل سے جواب لکھا اور مسلک اہل سنت و جماعت کو دلائل سے بیان کیا اس فتویٰ پر اجلۂ علما نے تصدیقی

دستخط فرمائے۔

آپ نے خدمت خلق، عبادت و ریاضت، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ سفر و حضر میں آپ کا دریائے فیض کمال کے استحضار کے ساتھ جاری رہتا۔ آپ نے اعتقادیات، درسیات، طب اور فقہ و تصوف میں قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔ مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ سیف الجبار
۲۔ بوارق محمدیہ
۳۔ تصحیح المسائل
۴۔ **المعتقد المنتقد**
۵۔ فوز المؤمنین
۶۔ تلخیص الحق
۷۔ احقاق الحق
۸۔ شرح فصوص الحکم
۹۔ رسالہ طریقت
۱۰۔ حاشیہ میر زاہد بر رسالہ قطبیہ
۱۱۔ حاشیہ میر زاہد ملا جلال
۱۲۔ طب الغریب
۱۳۔ تثبیت القدمین
۱۴۔ شرح احادیث ملتقطۃ ابواب صحیح مسلم
۱۵۔ فصل الخطاب
۱۶۔ حرز معظم

چند کتب کا قدرے تفصیلی تعارف۔

۱۔ المعتقد المنتقد - (عربی) عقائد اہل سنت پر نہایت اہم کتاب ہے اس میں بعض نئے اٹھنے والے فتنوں کی بھی سرکوبی کی گئی ہے۔ مکہ معظّمہ میں ایک بزرگ کی فرمائش پر لکھی اس پر بڑے بڑے نامور علما مثلاً مجاہد آزادی استاذ مطلق مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، مفتی محمد صدر الدین خاں آزردہ صدر الصدور دہلی، شیخ المشائخ مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی اور مولانا حیدر علی فیض آبادی مؤلف منتہی الکلام وغیرہم نے گراں قدر تقریظیں لکھیں اور نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔

مولانا حکیم محمد سراج الحق خلف الرشید مجاہد عظیم مولانا فیض احمد بدایونی نے اس پر حاشیہ لکھا اور جب یہ کتاب پٹنہ سے شائع ہوئی تو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی نے "**المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد**" کے نام سے قلم برداشتہ نہایت وقیع حاشیہ تحریر کیا۔ **المعتقد المنتقد** اس لائق ہے کہ اسے درسیات میں شامل کیا جائے۔

۲۔ بوارق محمدیہ المعروف بہ سوط الرحمن علی قرن الشیطان (فارسی) - مولوی محمد رضی الدین اس کی تصنیف کا باعث یوں بیان کرتے ہیں:

> "بالخصوص رد وہابیہ میں جس قدر بلیغ کوشش بحکم اولیا کرام آپ نے فرمائی وہ مخفی نہیں ہے، چنانچہ جب آپ بمقام دہلی حضرت خواجۂ خواجگاں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مراقب تھے، عین مراقبہ میں آپ نے دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں اور دونوں دست مبارک پر اس قدر کتابوں کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے، آپ نے عرض کیا کہ اس قدر تکلیف حضور نے کس لیے گوارا فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا کہ تم یہ بار اپنے ذمہ لے کر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو۔ بہ مجرد اس ارشاد مبارک کے آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اسی ہفتہ میں

۱۳۔ محمد رضی الدین بدایونی تذکرۃ الواصلین، ص: ۲۵۴

کتاب مستطاب بوارق محمدیہ تالیف فرمائی''۔(۱۳)

اس کتاب کو علما و مشائخ نے نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مولانا غلام قادر بھیروی (۱۳۲۶ھ) نے ''الشوارق الصمدیہ'' کے نام سے خلاصہ و ترجمہ کیا جو عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے، اس کی وقعت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ) نے بھی اسے بطور حوالہ ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''صاحب بوارق محمدیہ صفحہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں''(۱۴)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''در بوارق می نویسد امام احمد وغیرہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ھم آن حدیث روایت کردہ اند''۔(۱۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''این جا بر ذکر چند از انفاس متبرکہ حضرت خاتم المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نقل نمودہ است آنہارا مولانا فضل رسول قادری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکتفا نمودہ می آید''۔(۱۶)

حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہٗ نے جا بجا بوارق محمدیہ کے حوالہ جات نقل کر کے اور ان پر اعتماد کا اظہار کر کے اس کی قبولیت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں بیان توحید کے لیے بہت سخت زبان استعمال کی ہے جس کا خود انھوں نے ایک موقع پر اعتراف بھی کیا تھا۔ عقیدۂ توحید کی بنیادی حیثیت سے انکار کر کے کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا لیکن ایسا انداز بیان یقیناً قابل تردید ہوگا جس میں شان

۱۴۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ، اعلاء کلمۃ اللہ: طبع چہارم، ص:۱۳۹۔

۱۵۔ ایضاً ص:۱۶۳

۱۶۔ ایضاً ص:۱۹۵

الوہیت کی عظمت کے اظہار کے لیے شان رسالت کو نظر انداز کر دیا جائے اور تنقیص شان کا ارتکاب کیا جائے۔ بتوں کے حق میں وارد ہونے والی آیات کو انبیا و اولیا کی ذوات مقدسہ پر چسپاں کیا جائے وہ توحید ہرگز قابل قبول نہیں جو شان رسالت کی تنقیص پر مشتمل ہو۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ نے اس حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

> ''الحاصل مابین اصنام وارواح مکمل فرقی ست بین امتیازی ست باہر پس آیات وارده فی حق الاصنام را بر انبیا و اولیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین حمل نمودن کمافی ''تقویۃ الایمان'' تحریفی است قبیح وتخریبی است شنیع''۔(۱۷)

> ترجمہ: الحاصل بتوں اور کاملین کی ارواح میں فرق ظاہر و باہر ہے، لہٰذا ان آیات کو انبیا و اولیا پر چسپاں کرنا جو بتوں کے حق میں وارد ہیں، جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔

دیگر علما اسلام کی طرح مولانا شاہ فضل رسول قادری نے بوارق محمدیہ اور سیف الجبار وغیرہ کتب میں تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی عبارات پر محض جذبۂ دینی کے تحت عالمانہ تنقید کی ہے۔

۳۔ سیف الجبار (اردو) - متعدد دفعہ مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے، ہماری معلومات کے مطابق آخری دفعہ دار العلوم منظر اسلام بریلی کے شعبۂ تبلیغ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔(۱۸) اس کا تاریخی نام سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار ۱۲۶۵ھ ہے۔ اس میں فتنۂ نجدیت کی ابتدا اس کے پھیلاؤ، حرمین شریفین اور دیگر مقامات کے مسلمانوں پر نجدیوں کے لرزہ خیز مظالم کا تفصیلی نقشہ پیش کیا گیا ہے، تاریخی اعتبار سے یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ

۱۷۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ، اعلاء کلمۃ اللہ: طبع چہارم، ص:۱۷۱

۱۸۔ ادارہ مظہر حق بدایوں نے ۱۹۸۵ء میں شائع کی اور اب عنقریب تاج الفحول اکیڈمی بدایوں جدید آب و تاب اور ضروری تحقیق و تحشیہ کے ساتھ شائع کرنے جا رہی ہے۔(اسید الحق قادری)

مصنف نے نجدی مظالم کے اثرات بچشم خود ملاحظہ کیے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح مخا وحدیدہ نے مذہب نجدیہ اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر پھر تاخت وتاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہو گیا، عجب ظلم برپا کیا۔ راقم نے ۱۲۵۷ھ میں اسی حال پر چھوڑا''۔(۱۹)

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں مولوی حسین احمد مدنی کی رائے قابل ملاحظہ ہے، لکھتے ہیں:

''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل وقتال کیا اور ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا۔ ان کے قتل کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی و بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار اور فاسق شخص تھا''۔(۲۰)

شاہ فضل رسول قادری نے مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کو قریب سے دیکھا ان کے عقائد اور عزائم کا بنظر غائر جائزہ لیا، ان کے طور وطریق کو بخوبی جانچا اور پھر ضمیر کی آواز کو بلا کم وکاست تحریر کر دیا۔ فرماتے ہیں:

۱۹۔ مولانا فضل رسول قادری، سیف الجبار، ص:۴۷

۲۰۔ مولوی حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب، ص:۵۰

> ''فاحشہ رنڈیوں کی بھی پیش کش (نذر) لینے میں تامل نہ تھا، یہاں تک کہ جوفرنگیوں کے گھروں میں تھیں، چنانچہ بنارس کا ریزیڈنٹ اگنسن بروگ نام اس کے گھر میں فاحشہ تھی بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کیے اور اس کے مرید ہونے سے ریذیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اس کو اپنی بیٹی فرمایا تھا، راقم بھی وہاں موجود تھا''۔(۲۱)

سیف الجبار میں تقلید کی حقیقت اور امام الائمہ سراج الامۃ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بڑے دل نشیں پیرائے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید (صغیر) ۷ رمحرم بروز جمعہ ۱۲۲۱ھ کی صبح علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے پیش ہوئی اس وقت نجدی لشکر طائف میں قتل وغارت گری اور مسجد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما منہدم کر کے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر رہا تھا۔ علمائے مکہ مکرمہ نماز جمعہ کے بعد جمع ہوئے اور کتاب التوحید کا مطالعہ کر کے اس کا رد کیا۔ مولانا احمد بن یونس باعلوی اس تردید کو ضبط تحریر میں لائے۔ نماز عصر تک اس کے ایک باب کا رد مکمل ہوا تھا کہ طائف کے مظلوموں کا ایک گروہ مسجد حرام میں پہنچ گیا اور مشہور ہو گیا کہ نجدیہ کا لشکر حرم شریف میں پہنچ کر قتل وغارت کرنے والا ہے۔ اس عام اضطراب کی وجہ سے دوسرے باب پر نظر نہ جاسکی۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے سیف الجبار کے آخر میں کتاب التوحید کا پہلا باب اور اس پر علمائے مکہ مکرمہ کا رد مع ترجمہ نقل کر دیا ہے۔ جابجا تقویۃ الایمان کی عبارتیں نقل کی ہیں جن سے یہ عجیب وغریب حقیقت سامنے آتی ہے کہ تقویۃ الایمان اسی کتاب التوحید کا ترجمہ اور شرح ہے، علمائے مکہ مکرمہ کی تقریرات کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور مولانا شاہ محمد فضل حق خیرآبادی کی عبارات نقل کی ہیں جن سے یہ امر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ حضرات نہ تو کتاب التوحید کے

۲۱۔ مولانا فضل رسول قادری، سیف الجبار، ص: ۷۲، ۷۳

معتقد ہیں اور نہ تقویۃ الایمان کے مندرجات سے متفق، ان کے عقائد وہی ہیں جو اس وقت کے علمائے مکہ مکرمہ اور علمائے اہل سنت و جماعت کے ہیں۔

شاہ فضل رسول قادری پر عام طور پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انھوں نے انگریز کی حکومت کے دور میں منصب افتا قضا اور صدر الصدوری کے ذریعہ اقتدار حکومت کو بحال اور مضبوط تر کیا۔(۲۲)

تعجب ہے کہ جب علمائے دیو بند میں سے مولوی محمد احسن نانوتوی، مولوی محمد مظہر، مولوی محمد منیر، مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمن، مولوی مملوک علی اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی وغیرہم بھی ''سرکار انگریز'' کے ملازم تھے (۲۳)، تو فرنگی حکومت کے اقتدار کو مضبوط تر کرنے کا الزام علمائے اہل سنت پر ہی کیوں عائد کیا جاتا ہے؟

پھر یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اگر علما منصب افتا و قضا اور صدر الصدوری کو قبول نہ کرتے تو ان مناصب پر فائز ہو کر فیصلہ کرنے والے ہندو ہوتے یا انگریز۔ کیا یہ اچھا ہوتا کہ علما ان مناصب کو قبول نہ کرتے اور مسلمان اپنے مقدمات کے فیصلوں کے لیے ہندو یا انگریز کی کچہریوں میں مارے مارے پھرتے۔

اسی سلسلے میں ہمارے کرم فرما پروفیسر محمد ایوب قادری نے ایک اور بات کہی ہے:

''مولانا فضل رسول بدایونی کی تصانیف کے سلسلے میں ایک بات ہم نے خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں'' (۲۴)

بر تقدیر تسلیم ہمارے نزدیک مولانا پر یہ کوئی اعتراض نہیں کہ ان کی اکثر کتابیں کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں کیوں کہ انگریز دوستی یا انگریز سے ساز باز بیشک جرم اور قابل اعتراض امر ہے فقط سرکاری ملازم ہونا کوئی جرم کی بات نہیں ہے، بشرطیکہ کسی خلاف اسلام امر میں ان کا تعاون نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مولوی عبدالحئی کو

۲۲۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، مقدمہ حیات سید احمد شہید، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۸ئ، ص: ۱۸

۲۳۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، مولانا محمد احسن نانوتوی، ص: ۲۶

۲۴۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، مقدمہ حیات سید احمد شہید، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۸ئ، ص: ۱۸

ملازمت کی اجازت دے کر اس قسم کے شبہات کو ختم کر دیا تھا، سرکاری ملازمت سے ہر شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کر لینا کہ یہ انگریز کا خیر خواہ و وفادار اور محب ہے، کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے کیوں کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اکثر و بیشتر انہی علما نے کھل کر حصہ لیا جو انگریز کے دور اقتدار میں صدر الصدور اور افتا وغیرہ کے مناصب پر فائز تھے۔

پھر یہ بھی ایک فکر انگیز حقیقت ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان پہلے پہل رائل ایشیاٹک سوسائٹی سے شائع ہوئی، اگر کسی کتاب کو سرکاری ملازم شائع کرے تو ضروری نہیں کہ اس میں حکومت کا ایما شامل ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کتاب سرکاری پالیسی کے مطابق ہو، لیکن جب کسی کتاب کو رائل ایشیاٹک سوسائٹی ایسا سرکاری ادارہ شائع کرے تو معمولی سی سمجھ بوجھ والا آدمی بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ وہ کتاب یقیناً سرکاری پالیسی کے مطابق ہوگی مخالف ہرگز نہیں ہو سکتی۔

یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مولانا فضل رسول قادری کی تصانیف کو کسی ذریعہ سے بھی سرکاری حمایت حاصل ہوتی تو بعض دیگر مصنفین کی طرح ان کی تصانیف بھی کثرت سے طبع ہوتیں، حالانکہ تقویۃ الایمان وغیرہ کتابیں جس کثرت سے اشاعت پذیر ہوئیں، مولانا فضل رسول قادری کی کتابیں اس کثرت سے شائع نہیں ہوئیں۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے کتنے واضح الفاظ میں انگریزی اقتدار سے نفرت و استحقار کا اظہار کیا ہے اور انگریز کے اقتدار کو دین میں فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے درج ذیل اقتباس سے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''جاننا چاہیے کہ ہندوستان میں بسبب ہو جانے کفر کی حکومت (انگریزی اقتدار) اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔ (۲۵)

دوسری جانب مولوی اسماعیل دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو تا کہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ مولانا فضل رسول قادری اور دیگر علما اہل سنت پر انگریز دوستی کے الزام میں کتنی سچائی ہے۔ مولوی

۲۵۔ مولانا فضل رسول قادری، سیف الجبار، ص: ۲۷

اسماعیل دہلوی نے ایک موقع پر کہا:

''انگریزی سرکار گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم و تعدی نہیں کرتی، نہ ان کو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے، ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع و مزاحم نہیں ہوتی، بلکہ اگر کوئی ہم پر زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے، سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین کا خون گرادیں''۔(۲۶)

مولانا شاہ فضل رسول قادری کے بارے میں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے:

''مولانا حیدر علی ٹونکی نے اس سلسلے میں ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی نے مولانا اسماعیل شہید دہلوی کی شہادت (۱۸۳۱ئ) کے بیس سال بعد وہابیوں کے رد میں کتابیں لکھنی شروع کیں۔ ظاہر ہے پنجاب کے انگریزوں کے قبضہ میں آجانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہ راست انگریز سے تھا''۔(۲۷)

مولوی اسماعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلک اہل سنت و جماعت کے خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا تو اکثر و بیشتر علما تحفظ دین و مسلک کی خاطر میدان میں اتر آئے، بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علما سے مناظرہ کیا۔ مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ (صاحبزادگان مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی) منطق و کلام کے مسلم الثبوت استاذ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، مولانا رشید الدین خاں اور علمائے پشاور وغیرہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ تردید کی۔ بعض نے تقریری طور پر رد و ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے بلکہ

۲۶۔ منشی محمد جعفر تھانیسری، حیات سید احمد شہید

۲۷۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، مقدمہ حیات سید احمد شہید، نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۸ئ، ص: ۲۴

خود حضرت شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہار ناراضگی فرمایا:

''حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک و کافر بنانا شروع کیا اس وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے۔ افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں، آنکھوں سے بھی معذور ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدۂ فاسد کا رد بھی تحفۂ اثنا عشریہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے''۔ (۲۸)

مولانا شاہ فضل رسول قادری ان علما میں سے تھے جنھوں نے اس نئے فتنے کی تردید کے لئے بھرپور تقریری کام کیا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور ایسی کتابیں لکھیں جنھیں اہل علم سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ مولانا کی ساری زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی کوششوں میں حفاظت دین کے سوا اور کوئی مقصد نظر نہیں آئے گا۔ کیا اس بات کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی ابتدائی زندگی میں تقریر کے ذریعے عقائد باطلہ کی تردید نہیں کی، حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۹ تالیف ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری کے مطالعہ سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ مولانا طالب علمی کے زمانہ ہی سے رد وہابیت کی ابتدا کر چکے تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مولانا اسماعیل دہلوی، سید صاحب اور ان کے رفقا کو انگریزوں سے کوئی مخاصمت نہ تھی اور نہ وہ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ ہی رکھتے تھے۔ (۲۹)

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے، جس شخصیت نے طویل مدت تک سفر و حضر میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہو اس کے شاگردوں کا شمار لازماً دشوار ہوگا، چند فضلا کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے، جنھوں نے آپ کے بحر علم سے استفادہ کیا:

۲۸۔ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری، ماہنامہ پاسبان، امام احمد رضا نمبر، ص:۱۹، ۲۰

۲۹۔ اس سلسلے میں مقالات سرسید حصہ شانزدہم مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور کے حاشیہ پر شیخ اسماعیل پانی پتی کا نوٹ ص:۲۴۸ تا ۲۵۲ اور ص:۳۱۸ تا ۳۱۹ قابل ملاحظہ ہے۔ نیز سید صاحب کی تحریک کی صحیح پوزیشن سمجھنے کے لئے جناب وحید احمد مسعود بدایونی کی تحقیقی کتاب ''سید احمد شہید کی صحیح تصویر'' مطبوعہ لاہور ملاحظہ کی جائے۔

۱۔ مولانا شاہ محی الدین ابن شاہ فضل رسول قادری (م:۱۲۷۰ھ)

۲۔ تاج الفحول مولانا شاہ محمد عبدالقادر محب رسول بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری (م:۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ئ)

۳۔ مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی

۴۔ قاضی القضاۃ مولانا مفتی اسداللہ خاں الہ آبادی (م:۱۳۰۰ھ) استاد مولوی رحمن علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند

۵۔ مولانا عنایت رسول چریا کوٹی (۳۰)

۶۔ مولانا شاہ احمد سعید دہلوی (م:۱۳۷۷ھ)

۷۔ مولانا کرامت علی جونپوری (م:۱۲۹۰ھ) مرید سید احمد بریلوی

۸۔ مولانا سید عبدالفتاح گلشن آبادی

۹۔ مولانا عبدالقادر حیدر آبادی (م:۱۳۲۹ھ)

۱۰۔ مولانا سید اشفاق حسین (م:۱۳۲۸ھ)

۱۱۔ مولانا خرم علی بلہوری (م:۱۲۷۳ھ)

۱۲۔ مولانا حکیم محمد ابراہیم سہارنپوری

۱۳۔ سید بنیاد شاہ سنبھلی

۱۴۔ مولانا سید خادم علی

۱۵۔ مولانا سید ارجمند علی

۱۶۔ مولانا سید اولاد حسن خلف سید آل حسین

۱۷۔ مولانا غلام حیدر

۱۸۔ مولانا جلال الدین رئیس سوتھہ محلہ

۱۹۔ مولانا فصاحت اللہ متولی

۲۰۔ مولانا امانت حسین دانش مند

۳۰۔ نامور فاضل مولانا محمد فاروق چریا کوٹی استاذ شبلی نعمانی، مولانا عنایت رسول کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے۔

۲۱۔ مولانا بہادر شاہ دانش مند وغیرہ وغیرہ

آپ کے مریدین کا سلسلہ عرب وعجم میں پھیلا ہوا تھا، بے شمار لوگ مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ سے تائب ہوکر آپ کے دست حق پر بیعت ہوئے۔

آپ کے چند مریدین کے نام یہ ہیں:

تاج الفحول مولانا شاہ محمد عبدالقادر محب رسول بدایونی خلف رشید شاہ فضل رسول قادری، مولانا حکیم سراج الحق ابن مولانا فیض احمد بدایونی (م: ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ئ)، مولانا سید نبی حسنی حسینی شاہجہاں پوری (م: ۱۲۷۸ھ)، مولانا حکیم عبدالعزیز، مولانا عبیداللہ بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ بمبئی (م: ۱۳۱۵ھ)، ملا اکبر شاہ افغانی، مولانا عون الحق، حافظ محمد ضیاء الدین حیدر آباد دکن، قاضی حمید الدین خاں مچھلی بندر، شیخ محمد صدیق متوطن بریلی، شیخ عبدالرحیم رئیس بدایوں، شیخ عبدالہادی ملقب بہ شاہ سالار وغیرہ وغیرہ۔

جب آپ کی عمر شریف ۷۷ برس کی ہوئی تو آپ کے شانوں کے درمیان پشت پر زخم نمودار ہوا ایک دن قاضی شمس الاسلام عباسی جو آپ کے والد ماجد کے مرید تھے، سے آپ نے فرمایا:

> ''قاضی صاحب بمقتضائے 'وامابنعمۃ ربک فحدث' آج آپ سے کہتا ہوں کہ دربار نبوت سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لیے مامور کیا گیا تھا۔ الحمدللہ! کہ فرقۂ باطلہ اسماعیلیہ واسحاقیہ کا رد پورے طور ہو چکا، دربار نبوت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی، میرے دل میں اب کوئی آرزو باقی نہ رہی میں اس دار فانی سے جانے والا ہوں''۔(۳۱)

آخری دنوں میں کمزوری بہت زیادہ ہوگئی تھی مگر عبادت، ریاضت اور تہجد کے لیے شب بیداری میں دن بہ دن اضافہ ہوتا گیا۔ ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء بروز جمعرات خلف رشید مولانا شاہ محمد عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر نماز جنازہ کی وصیت کی، ظہر کے وقت اسم ذات کے ذکر خفی میں مصروف تھے کہ اچانک دو دفعہ بلند آواز سے اللہ اللہ کہا ایک نور دہن مبارک سے چمکا

۳۱۔ ماہنامہ پاسبان، امام احمد رضا نمبر، ص: ۵۳

اور بلند ہو کر غائب ہو گیا اور ساتھ ہی روح قفس عنصری سے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رحلت کے وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی پھر بھی ہزار ہا افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ مغرب کے بعد عیدگاہ شمسی میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور شب جمعہ والد ماجد کے روضہ میں مدفون ہوئے (۳۲)۔ مولوی عبد السلام سنبھلی نے یہ قطعہ تاریخ کہا ہے۔

معدن فضل الٰہی حضرت فضل رسول — پیشوائے اہل عرفاں سرور اہل قبول
واقف اسرار شرع و کاشف استار دیں — ماہر کامل بہر فن از فروعش تا اصول
سطوت تقریر او بگداخت جان منکراں — ہیبت تحریر او انداخت در کنج خمول
جامع علم و ولایت دافع آثار جہل — قامع بنیاد کفر و رافع اوج قبول
رفت از دنیا و دنیا از غم او تیرہ شد — کرد روشن منزل اول بانوار نزول
ایں جہاں را سنگ ماتم بر جبین مدعاست — آنجہاں را گوہر مقصود در دست وصول
خاستم تاریخ وصل وے نویسم ناگہاں — شد بمن الہام از روحش "انا فضل الرسول"

۱۲۸۹ھ (۳۳)

مولانا معین الدین نے درج ذیل تاریخ وصال کہی ہے:

حضرت فضل رسول نامدار — با فضیلت با کرم با افتخار
کان فی عز و فضل کاملا — فضلہ کالشمس فی نصف النہار
واقف اسرار علم و معرفت — مرشد دیں سر حق را رازدار
دوئم از ماہ جمادی الآخرہ — راہ دار آخرت کرد اختیار
وقت رحلت داشت شغل ذکر حق — بود از دم ضرب اذکار آشکار
ناگہاں آورد با جہر تمام — اسم ذات پاک حق بر لب دو بار

۳۲۔ محمد رضی الدین بدایونی تذکرۃ الواصلین، ص: ۲۵۴

۳۳۔ ایضاً

مقدمہ از مصنف

الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین الذی اعطی مفاتیح خزائن الارض محمد و آلہ واصحابہ اجمین۔

ہندوستان میں نجدیوں کا فتنہ جو یہاں وہابی کہلاتے ہیں مولوی اسماعیل دہلوی کی ذات سے پھیلا اور بہت سے لوگ ناواقفی کی بنیاد پر صرف ظاہری حال دیکھ کر اس بلا میں گرفتار ہو گئے تھے۔ علما اہل سنت کی کوششوں اور علما عرب کے فتوؤں (جو چاروں مذاہب کے قاضیوں اور مفتیوں نے بالا جماع نجدیوں کے ردوابطال میں تحریر فرمائے تھے) کے سبب اسماعیل دہلوی کی گمراہی اور مذہب حق اہل سنت و جماعت سے ان کی مخالفت خوب ظاہر ہو گئی۔ تقویت الایمان گویا شرح کتاب التوحید محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ہے اور اس کتاب کی رو سے مولوی اسماعیل دہلوی کے استاذوں سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا، حرام ومکروہ کا یہاں کیا ذکر؟ وہ چیزیں شارع نے جن کے کرنے کی ترغیب دی ہو اور ان کا اجر بیان فرمایا ہو اور ان کو کتب دینیہ میں مستحب لکھا گیا ہو، ان سب کو کفر و شرک میں داخل کر دیا۔ جب اسماعیلیوں کا یہ عقیدہ ظاہر ہو گیا اور عام وخاص سب اس پر مطلع ہو گئے تو جن کے پاس عقل ودین کا ذرا بھی حصہ تھا ان کو ہدایت ہو گئی اور وہ راہ راست پر آ گئے، مگر وہ لوگ جو جہل مرکب کا شکار تھے اور شرم وحیا کو عذاب آخرت پر ترجیح دیتے تھے انھوں نے توبہ کا اظہار ابھی تک نہیں کیا ہے۔ اگر چہ صاف صاف اس بات کا بھی اقرار نہیں کرتے کہ ہم اسی طریقے پر ہیں، کہیں کچھ کہتے ہیں کہیں کچھ کہتے ہیں۔ اہل علم کی مجلسوں اور محفلوں میں اسماعیلیہ کی آخری بات یہی ہوتی ہے کہ ''مانا کہ مولوی اسماعیل صاحب کے کلام میں افراط وتفریط ہو گئی ہے اور وہ سواد اعظم کے مخالف ہے،

مگر یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ مسائل فقہیہ میں علما کا آپس میں ہوتا ہے''۔ دراصل اسماعیلیہ کا یہ کلام بھی ایک فریب ہے کیونکہ مولوی اسماعیل صاحب کا اختلاف معتزلہ، ظاہریہ، رافضی اور خارجیوں کے اختلاف سے بدتر ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے کچھ باتیں ان بدمذہبوں سے لی ہیں اور کچھ ان میں اپنا خبط بھی شامل کر دیا ہے۔ عقائد کے چاروں ابواب یعنی الٰہیات، نبوت، امامت اور معاد میں مولوی اسماعیل صاحب کا عقیدہ مذہب اہل سنت کے مخالف ہے اور وہ جو کچھ آیات اور احادیث بے محل اپنی دلیل میں لے آئے ہیں وہ کوئی خاص بات نہیں سب بدمذہب اور گمراہ قرآن و حدیث ہی سے سند لاتے ہیں اور صرف اسی قدر کرنے سے ان کی بدمذہبی نہیں جاتی، کیوں کہ وہ ان آیات و احادیث کا معنی بیان کرنے میں غلطی کرتے ہیں۔ وہ صحیح تفسیر جو آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے مروی ہے اور وہ شرح حدیث جو جمہور ائمہ مسلمین نے بیان کی ہے یہ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنی جانب سے نئے معنی بناتے ہیں، نظم و معنی کی اقسام جو ۸۰ ہیں اور وہ امور ضرور یہ کہ احکام شریعت کی معرفت ان پر موقوف ہے اور ان کے بغیر نہیں ہو سکتی ان سے یا تو ناواقف ہیں یا پھر جان بوجھ کر نفسانیت کی وجہ سے ان کی رعایت نہیں کرتے، دراصل یہی ان کی گمراہی ہے، مذہب حق وہ ہے جو امت کے سواد اعظم نے اجماعی طور پر فہم کتاب وسنت کے تمام شرائط کی رعایت کرتے ہوئے، ناسخ و منسوخ، راجح و مرجوح کی تحقیق اور دفع تعارض و تطبیق وغیرہ کے تمام ضروری امور کی رعایت کے بعد ایک منقح اور محقق بات دلائل شرعیہ سے مدلل کر کے فرما دی، اب اس طریقے اور مسلک سے جو شخص ایک عقیدے میں بھی مخالف ہوا وہ اہل سنت سے خارج ہے، (اس کی مخالفت کر کے) کوئی معتزلی ہوا، کوئی رافضی ہوا، کوئی خارجی ہوا اور کوئی نجدی ہوا۔

اب جب کہ یہ بات محقق ہو چکی کہ یہ مذہب اہل سنت کا ہے اور یہ مذہب معتزلہ کا ہے اور اہل سنت معتزلہ کی پیش کردہ آیات اور دلائل کا جواب دے چکے (جو ان کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں) اب اس کے بعد ان عقائد حقہ کے برخلاف نجدی اگر کوئی آیت یا حدیث سند میں لاتے ہیں اس میں یا تو اس کا معنی مراد غلط سمجھے ہوئے ہیں یا پھر معرفت احکام کے شرائط کی رعایت نہیں

کی ہے اس حرکت سے ان کے مذہب اہل سنت سے خارج ہونے اور مذہب معتزلہ میں داخل ہونے کے لزوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہی آیت وحدیث یا اس کی مثل دوسری آیات وحدیث معتزلہ بھی دلیل میں لائے تھے اور اہل سنت کی جانب سے اس کا جواب دیا جا چکا، اب انھیں آیات واحادیث کو دلیل میں لا کر اسماعیلیہ کیوں کر سنی ہونے لگے؟

دیکھو گناہ کبیرہ کی بخشش کا انکار، مرتکب کبیرہ کی شفاعت کا انکار اور مرتکب کبیرہ کے دائمی طور پر دوزخ میں رہنے کے اپنے عقائد پر معتزلہ کیسی کیسی آیتیں دلیل میں لاتے ہیں بلکہ یہی حال ہر مذہب کا ہے، فرقۂ مجسمہ والے کیسی کیسی آیتیں دلیل میں لاتے مثلاً **ید اللّٰہ فوق ایدیھم، اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ، یکشف عن ساق** وغیرہ اور صحاح ستہ کی جو احادیث دلیل میں لائے وہ بے شمار ہیں۔ رافضی اپنے عقیدے ''بدیٰ'' پر آیت کریمہ **یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت** سے دلیل لائے اور صحیح بخاری کی جو حدیث اعمیٰ اور ابرص کے قصہ میں ہے اس میں لفظ ''بدیٰ'' موجود ہے اس کو دلیل میں لائے، الغرض ان بدمذہبوں کی کتابوں کو جانے دو اہل سنت کی کتابوں ہی میں دیکھ لو جن میں انھوں نے ان بدمذہبوں کا رد کرنے کے لیے ان کی دلیلیں نقل کی ہیں۔ طوالت کے خوف سے ہم تفصیل میں نہیں جاتے۔ خلاصہ یہ کہ صرف عربی الفاظ اردو میں ترجمہ کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ (فہم دین کے لیے) اور بہت کچھ درکار ہے، خصوصاً الٰہیات اور نبوت کے باب میں محض عربی الفاظ کے اردو ترجمہ پر قناعت کر کے (عقیدہ بنانے سے) سارا دین درہم برہم ہوا جاتا ہے اور یہ بات (کہ عقائد کے باب میں شرائط واصول کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ظاہری الفاظ سے دلیل لانا درست نہیں) اتنی واضح اور ظاہر ہے کہ مجالس الابرار کے مصنف نے بھی لکھی ہے جو نجدیوں کے ہم مشرب اور ان کے بڑے معتمد ہیں، لکھتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے رسول کی معرفت میں مجرد ظواہر کتاب و سنت سے تمسک کرنا اصول کفر سے ہے''۔

بعض وہ حضرات جو شک وتردد کا شکار تھے انھوں نے یہ حال سن کر درخواست کی کہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کے کلام سے چند باتیں ایسی نقل کر دیجئے کہ موافق ومخالف سب سے اس کی تحقیق

کرلی جائے۔

ہر چند کہ مولوی اسماعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ ان کو مذہب وملت کی قید پسند نہیں اور یہ سب باتیں سیف الجبار (۱) وغیرہ میں تحقیق کے ساتھ لکھی جا چکی ہیں، مگر پھر بھی سائل کی درخواست پر بطور نمونہ اسماعیل دہلوی کے دس مقولے اور ان پر جماعت اہل سنت کا اعتراض نقل کر کے نہایت عجلت (جلدی) اور قلت فرصت میں لکھ دیئے گئے اور اس شخص (سائل) نے سوال وجواب مرتب کر کے موافق اور مخالف علما کے سامنے پیش کیا، علما حق اہل سنت وجماعت نے اس کو اپنے دستخط اور مہر سے مزین کیا اور مخالفین میں سے بعض نے جواب کے حق ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود دستخط اور مہر لگانے سے معذرت کی اور مصلحت دنیاوی کا عذر کیا، حافظ احمد علی صاحب نے پہلے اقرار کیا کہ:

''پہلا مسئلہ تو یقیناً معتزلہ کے موافق ہے، باقی کو میں نے نہیں دیکھا''۔

پھر جب کہا گیا کہ اس کو دیکھئے اگر صحیح ہو تو تصدیق کیجئے اور کچھ شبہ ہو تو بیان کیجئے جواب دیا کہ:

''کسی کی عیب چینی مجھ سے نہیں ہوتی''

جب کہا گیا کہ یہ تو اظہار حق ہے اور اس میں عوام کے عقائد کی اصلاح اور لوگوں کی ہدایت کا سامان ہے، لہٰذا اس میں کچھ قباحت نہیں بلکہ یہ تو ضروری ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی عیب چینی کرنے والے آپ کو گوارا ہیں اظہار حق آپ کو گوارا نہیں۔ ہر چند ان کو فہمائش کی مگر حافظ صاحب فتوے پر مہر کرنے کو تیار نہ ہوئے ہاں البتہ منہ پر خاموشی کی ایسی مہر لگائی کہ پھر کچھ نہ بولے۔ یہ معرکہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب زادہ برکاتہٗ کے سامنے مجمع عام میں پیش آیا۔ جامع مسجد (دہلی) میں جب لوگوں نے مولوی نصیر الدین صاحب وغیرہ سے پوچھا تو مولوی نصیر الدین

۱۔ یہ حضرت مصنف کی مشہور تصنیف ہے۔ پورا نام سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار ہے۔ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے افکار وعقائد کے محاسبہ وتنقید کے سلسلہ میں بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہند و پاک اور ترکی سے متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ اب راقم الحروف کی تسہیل وتحقیق اور تفصیلی مقدمہ کے ساتھ جلد ہی تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شائع کرنے جا رہی ہے (انشاء اللہ)۔

صاحب نے کہا کہ:

''ہمارا کہنا کوئی نہیں مانتا تو پھر ہم کیوں دخل دیں''

لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اگر معقول بات کہیں گے تو ہم کیوں نہ مانیں گے، جواب دیا کہ

''ہمارے کہنے سے پہلے الّو کا گوشت کھالو تب ہم اس کا جواب دیں''

علی ھذا القیاس (مخالفین میں سے) جس نے بھی دیکھا ایسی ہی بے تکی باتیں کیں، عوام وخواص کی اطلاع کے لیے استفتا مع جواب تحریر کیا جاتا ہے۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

ایک شخص کے چند اقوال اور اس پر ایک جماعت کا کلام علماے دیندار کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، امید ہے کہ اظہار حق کے سلسلے میں خدا اور سول کی تاکید اور حق کے چھپانے کے متعلق وعید شدید کے پیش نظر قائل کے اقوال اور ان پر جماعت کا کلام ملاحظہ فرمانے کے بعد سائل کے سوال کا جواب صاف صاف لکھ دیں گے:

پہلا قول

اس شخص کا ایک قول یہ ہے کہ:

> مشرک بخشا نہ جاوے گا، جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی پھر اگر پرلے درجہ کا مشرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو اس کی یہی سزا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا(۱)۔ اور جو اس سے ورلے درجہ کے مشرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔(۲)

جماعت نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ جو اس میں گناہ کی تین قسمیں کی گئی ہیں ایک شرک کفر اس کی سزا ہمیشہ دوزخ میں رہنا دوسری غیر کفر اس کی سزا جو مقرر ہے ملے گی اور یہ دونوں گناہ معاف نہ ہونے والے ہیں پھر تیسری قسم کے گناہ کی سزا اللہ کی مرضی پر بتائی تو یہ بات اہل

۱۔ ہمارے پیش نظر تقویۃ الایمان کے نسخہ میں درمیان میں یہ جملہ بھی ہے "نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا نہ اس میں کبھی آرام پاوے گا"۔ تقویۃ الایمان ص:۱۱

۲۔ تقویت الایمان، ص:۱۱، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

سنت کے مذہب کے مخالف ہے کیونکہ ان کے نزدیک سوائے کفر (وشرک) کے تمام گناہ قابل بخشش ہیں اور یہ بات ملتی ہوئی ہے معتزلہ کے ایک گمراہ فرقے سے، تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیان کیا کہ خارجی اور معتزلہ مرتکب کبیرہ کی وعید کو قطعی اور دائمی کہتے ہیں اور پھر فرمایا:

از ایشاں وعید قطعی را برائے او ثابت می کنند و می گوئند کہ اوشاں بآں عفو ندارد، البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت و آخرہا بہ بہشت خواہد رفت وہمیں است مذہب بشر مریسی و خالدی و دیگر جاہلان بے وقوف۔(۱)

ترجمہ: ان (گمراہ فرقوں) میں سے بعض وہ ہیں جو مرتکب کبیرہ کے لیے وعید قطعی ثابت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ بخشا نہ جائے گا اور اس کے کرنے والے کو عذاب ضرور ہوگا، لیکن اس کا عذاب آخر کار منقطع ہو جائے گا اور وہ بہشت میں داخل کیا جائے گا اور یہی مذہب بشر مریسی، خالدی اور دوسرے بے وقوف جاہلوں کا ہے۔

دوسرا قول

یہ شخص اسی مقام پر آگے کہتا ہے:

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک سے کوئی بڑا گناہ نہیں اس کی مثال یہ کہ بادشاہ کی تقصیریں اس کی رعیت کے لوگ جتنی کریں جیسے چوری وغیرہ (قزاقی چوکی پہرے کے وقت سو جانا، دربار کے وقت کو ٹال جانا، لڑائی کے میدان سے ٹل جانا، سرکار کے پیسہ پہنچانے میں قصور کرنا علیٰ ھذا القیاس ان سب کی سزائیں بادشاہ کے ہاں مقرر ہیں مگر) (۲) چاہے تو پکڑے اور چاہے

۱۔ تفسیر عزیزی: سورۂ بقر: آیت ۸۱

۲۔ قوسین میں درج شدہ عبارت اصل کتاب میں نہیں ہے تقویت الایمان کے پیش نظر نسخہ سے اضافہ کی گئی ہے۔

تو معاف کر دیوے اور ایک تقصیریں اس ڈھب کی ہیں کہ جن میں بغاوت نکلتی ہے (جیسے کسی امیر یا وزیر یا چودھری قانون گو کو یا چوہڑے چمار کو بادشاہ بنادے یا اس کے واسطے تاج وتخت تیار کرے یا اس کے تئیں ظل سبحانی بولے یا اس کے تئیں بادشاہ کا سامجرا کرے یا اس کے لیے ایک دن جشن کا ٹھیراوے اور بادشاہ کی نذر دیوے)(۱) یہ تقصیر سب تقصیروں سے بڑی ہے اس کی سزا مقرر اس کو پہنچتی ہے اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دیوے اس کی بادشاہت میں قصور ہے، چنانچہ عقل مند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں، سو اس مالک الملک شاہنشاہ غیور سے ڈرا چاہیے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی ہی غیرت، سو مشرکوں سے کیوں کر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کو ان کی سزا نہ دے گا(۲)۔

جماعت نے کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی مثال بادشاہ سے دی اور سزا نہ دینے میں بادشاہت کا قصور اور عقل مند لوگوں کے بے غیرت کہنے کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا کہ مشرکوں سے کیوں کر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کو سزا نہ دے گا، سو یہ بات مذہب اہل سنت کے مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی فعل قبیح نہ اس پر کچھ واجب، وہ ارشاد فرماتا ہے **یفعل ما یشاء** (وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے) **ویحکم ما یرید** (اور جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے) **لا یسأل عما یفعل وھم یسئلون** (جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس سے سوال نہیں کیا جاتا اور باقی سب سے سوال ہوگا) اور یہ بات معتزلہ اور شیعہ کے مذہب سے ملتی ہوئی ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں:

اگر معنی وجوب عقلی این ست کہ آنچہ عقل عقلا اورا در ہر واقعہ بالخصوص

۱۔ قوسین میں درج شدہ عبارت اصل کتاب میں نہیں ہے تقویت الایمان کے پیش نظر نسخہ سے اضافہ کی گئی ہے۔

۲۔ تقویت الایمان ص: ۱۱، ۱۲، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

تقاضا کند باری تعالیٰ را ازاں خلاف کردن جائز نباشد پس ایں خود منافی معنئ الوہیت است و بحث ہم درہمیں معنی است، وشیعہ ومعتزلہ ہمیں معنی را در دین یادر دین و دنیا جمیعاً ثابت می کنند و جناب باری تعالیٰ در اذہان خود مثل ارسطو وافلاطون یا سکندر و اورنگ زیب قرار می دہند و پر ظاہر کہ چوں عقلا وعقول عقلا ہمہ حادث ومخلوق ومقہور او باشند و از زیر فرمان مخلوقات و حوادث خود گردانیدن پر بے عقلی است۔(۱)

ترجمہ: اگر وجوب عقلی کا یہ معنی ہے کہ ہر واقعہ میں عقل مندوں کی عقل جس بات کا تقاضا کرے اس کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے جائز نہ ہو تو پھر یہ بات تو خود معنی الوہیت کے منافی ہے اور بحث اسی معنی میں ہے، شیعہ اور معتزلہ (وجوب عقلی کے) اسی معنی کو دین یا دین و دنیا دونوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور (باری تعالیٰ کو) اپنے دین میں ارسطو و افلاطون یا سکندر و اورنگ زیب کے مثل قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ عقل منداور عقلمندوں کی عقلیں سب حادث، مخلوق اور اس کے قدرت واختیار میں ہیں، اس کو مخلوق وحوادث کے زیر فرمان گمان کرنا بے عقلی ہے۔

دیکھو یہ جو شاہ صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ میں فرمایا ہے کہ شیعہ اور معتزلہ نے اللہ کو اپنے ذہنوں میں بادشاہ (سکندر و اورنگ زیب) کی مثل ٹھہرایا ہے اس شخص نے (تقویت الایمان میں) اس کی صراحت کردی۔

تیسرا قول

اسی کلام میں اس شخص نے کہا کہ:

یہ تقصیریں سب تقصیروں سے بڑی ہیں اس کی سزا مقرر اس کو پہنچتی ہے اور

۱۔ تحفۂ اثنا عشریہ ص:٦٦، باب دوم، فصل دوم، کید دوم، مطبع احمد دہلی ۱۲٦٦ھ

جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دے اس کی بادشاہت میں قصور ہے۔

جماعت نے کہا کہ یہ بات بھی معتزلہ کے طریقے پر ہے، اہل سنت کے نزدیک کفر کا نہ بخشا جانا دلیل سمعی سے معلوم ہوا ہے، جب کہ عقلاً یہ جائز ہے، معتزلہ اس کو عقلاً محال اور ناجائز کہتے ہیں، شرح عقائد نسفی میں معتزلہ کی ایک دلیل یہ بھی نقل کی ہے

والکفر نہایۃ فی الجنایۃ لا یحتمل الاباحۃ ورفع الحرمۃ اصلاً فلا یحتمل العفو ورفع الغرامۃ۔ (۱)

ترجمہ: اور کفر جرم کا آخری درجہ ہے جو نہ اباحت کا احتمال رکھتا ہے اور نہ حرمت کے ختم ہونے کا، لہٰذا وہ معافی اور عذاب کے اٹھائے جانے کا بھی احتمال نہ رکھے گا۔

علامہ خیالی نے حاشیہ شرح عقائد پر اس کا یہ جواب لکھا ہے:

ثم ان نہایۃ الکرم یقتضی العفو عن نہایۃ الجنایۃ

ترجمہ: کرم کی انتہا اس بات کو چاہتی ہے کہ جرم کی انتہا کو معاف کر دیا جائے۔

چوتھا قول

شفاعت بالاذن کے بیان میں اس شخص نے کہا:

چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر اور آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے۔ (۲)

۱۔ شرح عقائد نسفی ص: ۸۵

۲۔ تقویت الایمان ص: ۲۶، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

جماعت نے کہا کہ (شفاعت کے لیے) یہ تخصیص مذہب اہل سنت کے مخالف ہے کیوں کہ (ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ کی شفاعت) بغیر توبہ کے بھی ثابت ہے، جبکہ معتزلہ (شفاعت کو) اطاعت گزاروں اور توبہ کرنے والوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ کتب عقائد مثلاً شرح مقاصد وغیرہ میں یہ بحث تفصیل کے ساتھ موجود ہے(۱)

پانچواں قول

شفاعت کے بیان میں مزید لکھا کہ:

> اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرسکتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جاوے۔(۲)

جماعت نے کہا کہ یہ بات کتاب وسنت اور مذہب اہل سنت کے صریح مخالف ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے عموم قدرت کا انکار ہے اور اللہ تعالیٰ کو عاجز اور محتاج ٹھہرانا ہے، اہل سنت کے نزدیک ثواب دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور عذاب دینا اس کا عدل، اس پر کچھ واجب نہیں ہے نہ اطاعت پر ثواب اور نہ معصیت پر عذاب، ہوسکتا ہے کہ اپنے فضل وکرم سے گناہ گار کو عذاب نہ دے، ہمارے نزدیک گناہ کبیرہ کی بخشش بغیر توبہ کے بھی جائز ہے، معتزلہ جو وجوب کے قائل ہیں (یعنی ان کے نزدیک اطاعت کرنے والے کو ثواب دینا اور گناہ گار کو عذاب دینا اللہ پر واجب ہے) تو یہ باتیں اہل سنت کے مذہب کے مخالف ہیں۔ (اپنے اس عقیدے پر معتزلہ) ایک دلیل یہ لائے ہیں کہ اگر (اللہ تعالیٰ گناہگار سے) درگذر کرے اور سزا نہ دے تو اللہ کی وعید میں خلف اور اس کی خبروں میں جھوٹ لازم آئے گا۔ اس قائل نے وہی طریقہ اختیار کیا اور غضب یہ کیا کہ گناہ کبیرہ کی بخشش سے توبہ کے بعد بھی انکار کیا اور کس جرأت کے ساتھ کہا کہ ''بے سبب درگزر نہیں کرسکتا'' اس

۱۔ مصنف نے اپنی کتاب فوز المومنین بشفاعۃ الشافعین (عقیدۂ شفاعت کتاب وسنت کی روشنی میں) میں شفاعت سے متعلق تقویت الایمان کی اس عبارت پر تفصیلی اور تحقیقی کلام فرمایا ہے، نیز مسئلہ شفاعت کو کتاب وسنت کی روشنی میں واضح فرمایا ہے۔ اہل ذوق حضرات ملاحظہ فرمائیں، تسہیل وتخریج از: راقم الحروف، ناشر تاج الفحول اکیڈمی بدایوں۔

۲۔ تقویت الایمان ص: ۲۶، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

میں اس نے معتزلہ سے بھی ترقی کی، شرح مقاصد وغیرہ میں یہ بحث بھی تفصیل سے موجود ہے۔

چھٹا قول

اسی عبارت میں اس نے کہا کہ:

"بے سبب در گز نہیں کر سکتا"

جماعت نے کہا کہ یہ بات بھی اہل سنت کے مذہب کے مخالف ہے، کیونکہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے افعال کے لیے سبب درکار نہیں، معتزلہ افعال الٰہی میں وجوب تعلیل کے قائل ہیں اس پر اہل سنت نے ان پر رد کیا ہے جس کی تفصیل شرح مواقف میں موجود ہے۔

ساتواں قول

ایک شخص (سید احمد رائے بریلوی) کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ:

از بسکہ عالی حضرت ایشاں برکمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ وراہ دانشمنداں کلام وتحریر وتقریر مصفیٰ ماندہ بود۔

ترجمہ: لیکن چونکہ آپ کی ذات والا صفات ابتداء فطرت سے جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی اس لیے آپ کی لوح فطرت علوم رسمیہ کے نقش اور تحریر وتقریر کے دانشمندوں کی راہ وروش سے خالی تھی۔(۱)

جماعت نے کہا کہ اس کلام میں حضرت ختم رسالت ﷺ کی بڑی بے ادبی اور بے توقیری ہے، قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں لکھا ہے اور دوسری کتب معتبرہ میں بھی ہے کہ کسی کو اس کی بڑائی میں رسول اللہ ﷺ سے تشبیہ دینا ایسی بات میں جو آنحضرت ﷺ پر دنیا میں جائز تھی بہت بڑی بات ہے اور مرتبۂ نبوت ورسالت کی بے ادبی اور بے تعظیمی ہے۔ اُمّی ہونا آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا اور یہ آپ کی فضیلت تھی۔ آپ ﷺ کے علاوہ اوروں کے حق میں یہ عیب

۱۔ صراط مستقیم مترجم، ص: ۳۰، ۴۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

ہے کیونکہ یہ جہالت کا سبب ہے۔ بعض علما نے ایسا کلام کرنے والے کو کافر کہا ہے اور اس کے قتل کا حکم دیا ہے، اوروں کے حال کو آنحضرت ﷺ کے حال سے کیا نسبت؟ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا شق صدر کمال کا سبب ہوا اور دوسروں کی ہلاکت کا سبب ہے، یہ سب تفصیل کتاب الشفا کی وجہ خامس اور وجہ سابع میں مذکور ہے۔

امام قاضی عیاض نے شفا میں یہ بھی فرمایا ہے کہ شاعر (ابونواس) نے خلیفہ محمد الامین کی تعریف میں یہ شعر کہا

تنازع الاحمدان الشبه فاشتبها

خلقا و خلقا کما قد الشراکان (۱)

ترجمہ: دونوں احمدوں نے صورت وسیرت میں نزاع کیا اس کے بعد وہ دونوں ایسے مشابہ ہو گئے جیسے کٹے ہوئے دو تسمے۔

اس شعر میں اس نے محمد امین کو تشبیہ دی محمد رسول اللہ ﷺ سے اس وجہ سے اس کی تکفیر کی گئی یا کفر سے قریب ہو گیا۔ اسی طرح ابوالعلیٰ المعری کا یہ شعر:

ھو مثله فی الفضل إلا انّه

لم یأته برسالة جبریلُ (۲)

ترجمہ: وہ فضیلت میں ان کی مثل ہے سوائے اس کے کہ جبریل اس کے پاس پیغام (وحی) لے کر نہیں آئے۔

اس شعر میں شاعر نے فضل میں غیر نبی کو نبی سے تشبیہ دی، اس وجہ سے اس میں نبی کریم ﷺ کی اہانت وتحقیر ہے۔

آٹھواں قول

قائل نے اسی شخص کے حال میں لکھا:

۱۔ شفائی، ج:۲/ص:۲۴۱

۲۔ مرجع سابق

امثال ایں وقائع صدہا در پیش آمدہ تا آنکہ کمالات طریق نبوت بذروۂ علیا خود رسیدند۔

ترجمہ: اس قسم کے وقائع اور ایسے معاملات سینکڑوں پیش آئے تا آنکہ کمالات طریق نبوت اپنی نہایت بلندی کو پہنچے۔(۱)

اور اس کی مثال میں ایک واقعہ یہ لکھا:

روزے حضرت حق جل وعلا دست راست ایشاں بدست قدرت خاص خود گرفتہ چیزے از امور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمودہ کہ ترا ایں چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے بیعت نمود...... حضرت ایشاں بجناب حضرت حق متوجہ شدہ استفسار و استیذان نمودند......دراں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بردست تو بیعت خواہد کرد گو لکھا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔

ترجمہ: ایک روز حضرت حق جل وعلیٰ نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑلیا اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع و بدیع تھی آپ کے سامنے کرکے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور اور چیزیں بھی عطا کریں گے تا آنکہ ایک شخص نے آپ کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی......آپ اجازت اور استفسار کے لیے جناب حق میں متوجہ ہوئے......(کہ) اس معاملہ میں کیا منظور ہے، اس طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا، اگر چہ وہ لکھو کھا (لاکھوں لاکھ) ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔(۲)

اور آگے کہا کہ:

۱۔ صراط مستقیم مترجم، ص:۱۹۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

۲۔ صراط مستقیم مترجم، ص:۱۹۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

اگر مراقبہ خلت کردہ بروبعضی معاملات خلت مثل مکالمہ و مسامرہ ہویدا گردد۔

ترجمہ: اگر مراقبۂ خلت کرتا ہے تو اس کے اوپر بعض معاملات خلت مثلاً مکالمہ ومسامرہ ظاہر ہوجاتے ہیں۔(۱)

اورحب وعشق کے ثمرات بیان کرتے ہوئے محبت کا ثمرہ یوں بیان کیا:

مشاہدۂ جمال لایزال حضرت ذوالجلال دست میدہد...... وخلعت مکالمہ و مسامرہ بدست می آید۔(ملخصاً)

ترجمہ: ضرور مشاہدۂ جمال لایزال حضرت ذوالجلال کا میسر ہوتا ہے...... اور ہم کلامی اور سرگوشی کی خلعت ہاتھ آتی ہے۔(۲)

جماعت نے کہا کہ اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا دعویٰ کرنا کفر ہے شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے:

والظاهر ان التكفير فى المسئلة المذكورة بناء على دعوى المكالمة شفاهاً فانه منصب النبوة بل اعلىٰ مراتبها و فيه مخالفة ماهو من ضروريات الدين وهو انه عليه الصلوٰة والسلام خاتم النبيين عليه وعليهم افضل صلاة المصلين۔(۳)

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں تکفیر زبانی طور پر (اللہ سے) مکالمہ کے دعوے کی بنیاد پر ہے، اس لیے کہ یہ نبوت کا منصب ہے بلکہ اعلیٰ مراتب نبوت سے ہے اور اس میں ضروریات دین کی مخالفت ہے، کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین (علیہم السلام) ہیں۔

نواں قول

۱۔ صراط مستقیم مترجم،ص:۱۳ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۲۔ صراط مستقیم مترجم،ص:۱۳، ۱۴ کتب خانہ اشرفیہ دیوبند
۳۔ شرح عقائد الجلالی: جلال الدین دوانی،ص:۱۰۶، امیریہ مصر ۱۹۲۶ء

صدیق کے حال میں لکھا:

لابداورا بہ محافظتے مثل محافظت انبیا کہ مسمیٰ بعصمت است فائز میکنند۔

ترجمہ: پس وہ ضرور انبیا کی اس محافظت جیسی نگہبانی کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے جس کو عصمت کہا جاتا ہے۔(۱)

جماعت نے کہا کہ اہل سنت اور شیعہ کے درمیان بحث امامت میں ایک بڑا مسئلہ عصمت کا ہے، شیعہ عصمت کو بارہ اماموں کے لیے ثابت کرتے ہیں جبکہ اہل سنت اس کا رد کرتے ہیں، یہ بات ہر خاص و عام کے علم میں ہے۔

دسواں قول

صدیق کے بیان میں مزید لکھا ہے:

صدیق من وجہ مقلد انبیاء می باشد و من وجہ محقق در شرائع ......نور جبلی او بسوئے کلیات حقہ منعقدہ در حظیرۃ القدس کہ برائے تربیت نوع انسان عموماً متعین کردیدہ اور ارہنمائی می نماید......پس علوم کلیہ شرعیہ اور ابدو واسطہ می رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء علیہم السلام پس در کلیات شریعت و حکم احکام ملت اور اشاگرد انبیا ہم می توان گفت و ہم استاذ انبیا و نیز طریق اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را در عرف شرع بنفث فی الروع تعبیر می فرمایند۔(ملخصاً)

ترجمہ: صدیق من وجہٍ انبیاء کا پیرو اور من وجہٍ شریعت کا محقق ہوتا ہے...... اس کے طبعی نور کی ان کلیات حقہ کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے جو حظیرۃ القدس میں عام طور پر نوع انسانی کے پرورش کے واسطے مقرر ہوئے ہیں......پس شرعی علوم اس کو دو طریق سے حاصل ہوتے ہیں ایک تو جبلی نور کے ذریعہ سے اور دوسرے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے......

۱۔ صراط مستقیم مترجم، ص:۴۲، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

پس کلیات شریعت اور احکام دین میں اس کو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور ان کا ہم استاذ بھی کہہ سکتے ہیں اور نیز اس کے اخذ کا طریق بھی وحی کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے جس کو شریعت کی اصطلاح میں نفث فی الروع کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔(۱)

جماعت نے کہا کہ یہ نبوت کا دعویٰ ہے اور معنیً ختم نبوت کا انکار ہے، جب کلیات شریعت اور حکم احکام ملت ایک معصوم کو نبی کے واسطے کے بغیر بطریق وحی کے حاصل ہوئے تو اب نبوت میں کیا باقی رہا، شیخ ابن حجر نے المنح المکیۃ میں نبی کی تعریف یہی کی ہے:

وھو حرّ ذکر من بنی آدم اوحی الیہ بشرع ولم یومر بتبلیغہٖ فان اُمر فرسول ایضاً وان لم یکن لہ کتاب ولا نسخ شرع من قبلہٖ علی الاشھر۔

ترجمہ: (نبی) بنی آدم میں سے وہ آزاد مرد ہے جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے شرع کی وحی کی ہو (لیکن) اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا ہو اور اگر اس کی تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا ہو تو پھر وہ رسول بھی ہے اگرچہ اس کے لیے کوئی (مستقل) کتاب نہ ہو اور نہ ہی وہ اپنی ماقبل شریعت کو منسوخ کرے، (یہ تعریف) مشہور قول کے مطابق (ہے)۔

اور اس طرح کا دعویٰ کرنے والے کو علما نے کافر کہا ہے، قاضی عیاض کتاب الشفا میں فرماتے ہیں:

وکذلک من ادعیٰ منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدعی النبوۃ او انہ یصعد إلی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا ویعانقھا الحور العین فھوء لاء کلھم کفار مکذبون اللنبی صلی اللہ علیہ

۱۔ صراط مستقیم مترجم، ص: ۴۰، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

۲۔ کتاب الشفاء: القسم الرابع، الباب الثالث فصل فی بیان ماھومن المقالات کفر۔

وسلم۔(۲)

ترجمہ: اور اسی طرح وہ شخص بھی (کافر ہے) جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی جانب وحی کی جاتی ہے اگرچہ وہ (صراحتاً) نبی ہونے کا دعویٰ نہ بھی کرے یا وہ (یہ دعویٰ کرے کہ وہ) آسمان پر چڑھتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور جنت کے پھل کھاتا ہے اور اس سے حوریں معانقہ کرتی ہیں تو یہ سب کے سب کافر ہیں اور نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

اور اگر اس قول میں تاویل کی جائے تب بھی قائل (اگرچہ تکفیر سے بچ جائے گا مگر) ایسا ہے جیسے رافضی وغیرہ۔

اس شخص کے اقوال پر جماعت کی گفتگو ختم ہوئی، اب سائل علما دیندار سے سوال کرتا ہے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کی روشنی میں قائل کے یہ دسوں اقوال باطل ہیں یا نہیں؟ ان اقوال کا قائل اور جو شخص اس کو حق سمجھے وہ شیعہ اور معتزلہ کی طرح (جیسا کہ جماعت نے کہا) اہل سنت سے خارج ہیں یا نہیں؟ اگر خارج ہیں تو ان کے پیچھے نماز اور ان سے نکاح وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

قائل کی دسوں باتیں باطل ہیں، حق کے مخالف ہیں، ان اقوال کا قائل اور جو شخص ان اقوال کو حق سمجھے سب اہل سنت سے خارج ہیں اور جماعت نے جو کہا ہے وہ حق و صواب ہے اور ان کی اقتدا میں نماز اور ان سے نکاح وغیرہ کا وہی حکم ہے جو رافضی، خارجی اور معتزلہ جیسے اہل ہوا و بدعت کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جن علما کرام نے اس جواب پر دستخط اور مہر کی ان کے اسمائے گرامی:

(۱) مہر حضرت شاہ احمد سعید صاحب

۱۔ صراط مستقیم مترجم، ص: ۱۳۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

(۲) دستخط جناب مولوی عبدالرشید صاحب

(۳) مہر جناب مولوی محمد عمر صاحب

(۴) مہر جناب مولوی محمد مظہر صاحب

(۵) مہر جناب مولوی سید محمد صاحب مدرس

(۶) مہر جناب حکیم امام الدین خاں صاحب

(۷) دستخط جناب مولوی دلدار بخش صاحب

(۸) مہر جناب مولوی کریم اللہ صاحب

(۹) مہر جناب قاضی احمد الدین صاحب

(۱۰) مہر جناب مولوی تفضّل حسین خاں صاحب

(۱۱) مہر جناب مولوی فرید الدین صاحب

(۱۲) دستخط جناب مولوی سید بشیر علی صاحب

(۱۳) مہر جناب مولوی عزیز الدین صاحب

(۱۴) مہر جناب مولوی ابراہیم صاحب

(۱۵) دستخط جناب مولوی حیدر علی صاحب (مصنف منتہی الکلام)

(۱۶) مہر جناب مولوی محمد ہاشم علی صاحب

(۱۷) مہر حکیم محمد یوسف خاں صاحب

(۱۸) مہر مولوی سید رحمت علی صاحب مفتی عدالت سلطانیہ

الحمدللہ تسہیل وتخریج سے فراغت پائی۔

اسید الحق

مدرسہ قادریہ بدایوں

۲۳ ربیع الاول شریف ۱۴۳۰ھ

بسلسلۂ جشنِ زرّیں

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

۱۔ احقاقِ حق (فارسی)

سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی ترجمہ وتخریج،تحقیق: مولانا اسیدالحق قادری

۲۔ عقیدۂ شفاعت کتاب وسنت کی روشنی میں

سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی تسہیل وتخریج: مولانا اسیدالحق قادری

۳۔ سنت مصافحہ (عربی)

تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی ترجمہ وتخریج: مولانا اسیدالحق قادری

۴۔ الکلام السدید (عربی)

تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی ترجمہ: مولانا اسیدالحق قادری

۵۔ طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول)

مولانا انوارالحق عثمانی بدایونی تسہیل وترتیب: مولانا اسیدالحق قادری

۶۔ مردے سنتے ہیں

مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی، ترتیب وتخریج: مولانا دلشاد احمد قادری

۷۔ مضامین شہید

مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی ترتیب وتخریج: صاحبزادہ مولانا عطیف قادری بدایونی

۸۔ ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل

مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی ترتیب وتقدیم: مولانا اسیدالحق قادری

۹۔ عرس کی شرعی حیثیت

مولانا عبدالماجد قادری بدایونی ترتیب وتخریج: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۰۔ فلاح دارین

مولانا عبدالماجد قادری بدایونی، ترتیب وتخریج: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۱۔ خطبات صدارت

عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی ترتیب وتقدیم: مولانا اسیدالحق قادری

۱۲۔ مثنوی غوثیہ

عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی ترتیب وتقدیم: مولانا اسیدالحق قادری

۱۳۔ عقائد اہل سنت

مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی — تخریج وتحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۴۔ دعوت عمل مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

۱۵۔ احکام قبور

مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی — تخریج وتحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۶۔ ریاض القرأت

مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی — ترتیب: قاری شان رضا قادری

۱۷۔ تذکار محبوب

(تذکرۂ عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی)

مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی

۱۸۔ مدینے میں (مجموعۂ کلام) تاجدارِاہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی

۱۹۔ مولانا فیض احمد بدایونی

پروفیسر محمد ایوب قادری، — تقدیم وترتیب: مولانا اسیدالحق قادری

۲۰۔ قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ مولانا اسیدالحق قادری

۲۱۔ حدیث افتراق امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں مولانا اسیدالحق قادری

۲۲۔ احادیث قدسیہ مولانا اسیدالحق قادری

۲۳۔ تذکرۂ ماجد مولانا اسیدالحق قادری

۲۴۔ عقیدۂ شفاعت (ہندی) سیدنا شاہ فضل رسول قادری

۲۵۔ عقیدۂ شفاعت (گجراتی) سیدنا شاہ فضل رسول قادری

۲۶۔ دعوتِ عمل (گجراتی) مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

۲۷۔ احکام قبور (تمل) مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی

۲۸۔ معراجِ تخیل (ہندی) (مجموعۂ نعت ومناقب)

تاجدارِاہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی

۲۹۔ مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی)

محمد تنویر خان قادری بدایونی

۳۰۔ سیرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) **کی جھلکیاں** (ہندی) محمد تنویر خان قادری بدایونی

۳۱۔ پیغمبرِ اسلام کا مہان ویکتتو (ہندی) محمد تنویر خان قادری بدایونی